7/8

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۷ / جولائی ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

۲۵ پیسے

دُعا

(از سیّد قاسم علی قاسِم دِہلوی۔ مُقیم شجاع آباد۔ مُلتان)

دعا سُن لے الٰہی بے کس و مجبور بندوں کی
لبِ خاموش تک فریاد آئی دردمندوں کی

ترے ان سادہ دل بندوں کو شیطاں نے ستایا ہے
ہر اک انداز سے اس نے دلِ مُسلم دُکھایا ہے

اِدھر تہذیبِ نَو درپے ہے ایماں کی عمارت میں
اُدھر کفّار کی یلغار شیطاں کی شرارت میں

زمانہ جان کا دشمن ہؤا ایمان کا دشمن
ترے اسلام کا دشمن ترے قرآں کا دشمن

ہمیں شیطاں کے پھندوں سے نجاتِ دائمی دیدے
ہمیں مومن بنا کر تو حیاتِ دائمی دے دے

ہمارے دیدۂ دل کو مسلمانی عطا کر دے
طبیعت کو مسلمانوں کی سلمانیؓ عطا کر دے

جواب مغلوب ہو کر رہ گئے دینار و درہم سے
نوازا جاتے اِن بندوں کو ایمانِ مُسلّم سے

یہ آپس کی عداوت اور دلوں کے بُغض و کینہ کو
تو ان سے پاک کر مولا مسلمانوں کے سینہ کو

یہ دھوکہ بازیاں جھُوٹی سیاست اور چالاکی
مُسلماں سے نکل جاتے یہ بے شرمی و بے باکی

ہمارے ظاہر و باطن کو کر دے ایک اے مولا
ہر اک خورد و کلاں کو کر دے پھر تو نیک اے مولا

ہماری ظاہری و باطنی تقصیر کو دھو دے
ہماری ظاہری و باطنی بیماریاں کھو دے

دلِ مُسلم کو اپنے لُطف سے صبر و غنا دیدے
ترے بندے ہیں ان کو خُوئے تسلیم و رضا دیدے

ہم عاجز ہیں، پریشاں ہیں ہمارا حال ہے خستہ
مگر لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰہ سے ہیں وابستہ

ہمارے نوجوانوں کو تو احساسِ زیاں دیدے
حرم کے پاسبانوں کو وقارِ جاوداں دیدے

مرے مولا مسلمانوں کو رکھ اپنی پناہوں میں
بہُت کچھ ہو چکے ہیں خوار دنیا کی نگاہوں میں

ہماری خستہ حالی بے نوائی پر کرم کر دے
برائے مُصطفیٰ عجز و عبادت کو بہم کر دے

ترے لُطف و کرم کی کچھ نہیں ہے انتہا یارب!
ترے جُود و کرم کے سامنے کیا ہے خطا یارب

بُرے انسان اور شیطاں کے پھندوں سے بچا یارب!
زمانے بھر کی بدکاری کے دھندوں سے بچا یارب

ہمیں ذوقِ عبادت دے ہمیں شوقِ شہادت دے
پئے تبلیغ اَے مولا فصاحت دے بلاغت دے

ہماری حق پرستی سے جہاں کو درس حاصل ہو
وفا کے امتحاں میں ہم مسلماں فردِ کامل ہوں

طفیلِ حضرتِ احمدؐ دُعا مقبول ہو جائے
ترا قاسم مُرادِ دل الٰہی جلد پا جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **خُدَّامُ الدِّین** لاہور

جلد ۷	۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۷ر جولائی ۱۹۶۱ء	شمارہ ۸



اس شمارے میں



شرح چندہ

سالانہ - گیارہ روپے ششماہی چھ روپے

سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

فون ۶۷۵۴۵

نوٹ - خط و کتابت کرتے وقت خریداری کا حوالہ ضرور دیں

چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔

اسلامی جہاد

اسلام میں جہاد کی مثال ایسی ہے جیسے اونٹ میں کوہان کی چوٹی اور سب سے اوپر کا حصّہ - وذروۃ سامھا الجہاد

جب تک اہل اسلام میں جذبۂ جہاد باقی رہا وہ آخرت کی سرخروئی کے ساتھ ساتھ دنیا کے جاہ و جلال کے بھی مالک رہے - اگرچہ دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے اگر اس کی حیثیت اللہ تعالٰے کے ہاں پر پشہ (مچھر کے ایک پَر) کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالٰے کافروں کو کچھ نہ دیتا۔ سب کی سب اہل ایمان کو عطا کر دیتا۔ قرآن پاک میں ہے

لَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِھِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْھَا یَظْھَرُوْنَ وَ لِبُیُوْتِھِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْھَا یَتَّکِئُوْنَ وَ زُخْرُفًا وَاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ ○

ترجمہ:- اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سارے لوگ پھر ایک ہی امّت (کافر) ہو جائیں تو جو لوگ خدا تعالٰے کا انکار کرتے ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت ٹیک لگانے کے بھی چاندی اور سونے کے کر دیتے - اور یہ سب کا سب کچھ نہیں ہے صرف دنیوی زندگی کا سامان (گزارہ) ہے اگلا جہان اللہ تعالٰے کے ہاں ڈرانے والوں کے لئے ہے۔

ایک جگہ فرمایا۔ قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے یہ سب (کچھ) اس دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہے (اور آخرت میں تو) صرف انہی کے لئے ہے۔

ان آیات کریمہ سے ظاہر ہے کہ قیامت کی تمام بھلائیاں تو صرف اللہ والوں کے لئے ہیں۔ دنیا کی عارضی اور فانی نعمتیں اگرچہ اصالتہً ایمان والوں کے لئے ہیں مگر اللہ تعالٰی کی رحمت کا تقاضا یہ ہوا کہ ان کافروں کو جو ابدی نعمتوں سے محروم اور دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں - ان نعمتوں میں حصّہ دیا جائے - پھر اگر یہ دنیوی دولت و نعمت غیر مسلمان میں زندہ نظر آئے تو شبہ نہ کیا جائے کہ جن کے لئے ہے ان کو کم کیوں ملی اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک بڑا امیر کبیر بلکہ بادشاہ ہے اور دو چار آدمی اس کے مشیر و وزیر ہیں وہ وزیر اپنی طبیعت کے مطابق سادہ اور درمیانہ گزارہ کرتے ہیں - بادشاہ کے خاص مقرب ہیں بادشاہ کے ہاں ان کا بڑا احترام ہے بادشاہ کے خاص رازوں میں شریک اور نظام سلطنت میں دخیل ہیں۔ مگر بظاہر نہ سونے چاندی سے کھیلتے ہیں نہ کوئی خاص ٹھاٹھ ہے۔

اور نہ ہی ان کی بسیں، ٹرک یا راہٹ چلتے ہیں۔ برخلاف چند دیگر ملازمین سرکار کے - کہ وہ شاہی محلات تعمیر کرتے، پل بناتے اور نہروں کو درست کرتے رہتے ہیں - سخت سے سخت محنت اور مشقت برداشت کرتے اور خوب روپیہ کماتے ہیں - اور اسی وجہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

اپنا مال اور وارثوں کا مال

جو حضرات اس ذکر کی مجلس میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اُن کو خوشخبری سناتا ہوں کہ سینکڑوں فرشتے اُن کے گرد آکر جمع ہوجاتے ہیں اور وہ اپنے ساتھیوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ آؤ یہاں اللہ کے ذکر کی مجلس ہے۔

جس طرح زمیندار کا اگر بیل گم ہو جائے۔ تو وہ آدمی چاروں طرف شمالاً جنوباً۔ شرقاً۔ غرباً۔ بیل کی تلاش میں دوڑا دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کی - - - - - - - - - - مجلس کو تلاش کرنے کیلئے فرشتے پھرتے رہتے ہیں۔ جہاں ذکر کی مجلس کو دیکھتے ہیں۔ وہاں اُنہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ ذکر الٰہی کے متعلق حدیث شریف تو بہت لمبی ہے۔ لیکن خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس مجلس میں سب شامل ہونے والوں کو بخش دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ آپ اس مجلس میں نیک نیتی سے آئیں۔ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کی نیت سے آئیں۔ تاکہ بخشش کے مستحق بن جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہم سب کے گناہ بخشے۔ اور ہر جمعرات کو بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر الٰہی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد سنا دیا کرتا ہوں۔ تاکہ آپ اس پر عمل کرکے اللہ تعالےٰ کو خوش کریں۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کو جنت میں پہنچائے۔ آمین

پنکھا ہلانے والوں کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ ایک مجلس ذکر میں شامل ہونے کا۔ اور دوسرا پنکھا ہلانے کا۔ اس پنکھا ہلانے سے جو ذکر میں لذت آتی ہے۔ اس میں اُن کا بھی حصہ ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھ کو اور آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کون سا ایسا شخص ہے۔ کہ جو اپنے مال سے بڑھکر اپنے وارث کے مال کی حفاظت کو زیادہ ضروری سمجھے۔ یعنی اپنا مال جائے تو جائے مگر وارث کا مال نہ جائے اپنا مال بچے نہ بچے مگر وارث (باپ بیوی۔ بیٹے وغیرہ) کا مال بچ جائے۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کوئی بھی ہم میں ایسا نہ ہوگا۔ جس کو اپنے مال سے زیادہ کسی اور کا مال عزیز ہو۔ ہر کوئی اپنے مال کی حفاظت کو ضروری سمجھتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنا مال تو وہ ہے۔ جو آگے بھیج دیا۔ اور وارثوں کا مال وہ ہے۔ جو پیچھے رہ گیا۔ یعنی جو اللہ تعالےٰ کے ہاں آگے بھیج دیا۔ وہ تو اپنا ہے۔ اور جو بعد میں رہا وہ وارثوں کا مال ہے۔ عقلمند آدمی آگے بھیجنے کو پسند کرتا ہے۔

لیکن آج کل آپ بتائیں۔ لوگ آگے بھیجنے کو پسند کرتے ہیں۔ یا پیچھے رکھنے کو؟

- - - - - - - - - - بہت کم لوگ ایسے ہیں۔ جو چاہتے ہوں۔ کہ مال کو آگے بھیجیں۔ تاکہ وہ اپنا بن جائے اور پیچھے کوئی نہ رہ جائے۔ بہت ہی کم لوگ خدا تعالےٰ سے ڈر کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔

اگر آج مرجائیں۔ تو سارا مال و دولت وارثوں کا ہو جائے گا۔ یہ مال پرایا ہے۔ اب اس مال سے خیرات کرنا بھی حرام ہے۔ اور خود کھانا بھی حرام ہے۔ لیکن آج کل یتیموں کا مال کھایا جا رہا ہے۔ اور کوئی خدا کا ڈر نہیں۔ اگر میت کے مال کو قرآن کے مطابق وارثوں میں تقسیم نہ کیا جائے۔ اور اسی مال سے مولویوں کو بلا کر ختم شریف پڑھوایا جائے۔ اور پھر ملاں نان۔ حلوہ وغیرہ کھائیں۔ تو یہ سب حرام ہے۔ میں قرآن شریف کی روشنی میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ کہ یہ مال یتیموں کا حق ہے۔ یتیم بچے اس مال سے پرورش پائیں گے

ان ملانوں کی پارٹیاں ہوتی ہیں اگر ایک بھاٹی دروازہ میں ہوتا ہے تو دوسرا شیرانوالہ دروازہ میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی شیرانوالہ میں مرجائے تو یہاں کے ملاں بھاٹی دروازے والوں کو دعوت دیتے ہیں اور اگر بھاٹی دروازہ میں کوئی مرجائے۔ تو وہ ان کو دعوت دیتے ہیں۔ ان کو حلوہ، نان وغیرہ ملتے رہتے ہیں۔ کیونکہ لاہور میں کوئی نہ کوئی تو روز مرتا ہی ہے۔

لیکن یاد رکھو میت کے مال میں سے میراث تقسیم کرنے سے پہلے ایک پائی تک خرچ کرنا حرام ہے۔ اور اس مال سے نان۔ حلوہ گنڈیریاں سنگترے وغیرہ کھانا بالکل حرام ہے۔

میت کے مال سے صرف قبر تک پہنچانے کی ضروریات پر جو خرچ آئے۔ ان کا خرچ کرنا صرف جائز ہے مثلاً کفن۔ گورکن کی مزدوری۔ وغیرہ باقی اور کس کام کے لئے خرچ کرنا بالکل حرام ہے۔ ان ملانوں کو اگر میت سے اور ان کے گھر والوں سے ہمدردی ہے۔ تو قرآن پڑھ کر اس میت کو ثواب بلا معاوضہ پہنچائیں۔ قرآن کا معاوضہ (نان۔ حلوہ) وغیرہ کیوں لیتے ہیں۔ اگر کوئی مرجائے تو ملاں جمع ہو

جاتے ہیں۔ اور پھر گھر والے بیوہ عورت کو کہتے ہیں۔ کہ آپا جی ۱۵ سیر گنڈیریاں لانی ہیں۔ ۱۵ روپے کے نان ۱۰ روپے کے سنترے لانے ہیں۔ پیسے دے دو۔ ان سب چیزوں کو ملاں کھائیں گے

کچھ شرم کرو۔ کیوں حرام کھاتے اور کھلاتے ہو اگر میت کے مال کی میراث کے بعد وارث اپنے مال میں سے خیرات کرکے میت کو ثواب بخشیں تو یہ جائز ہے۔..................

.... قرآن کا معاوضہ لے کر اور میت کے مال میں سے نان وغیرہ کھا کر پھر میت کو ثواب پہنچانے کے مخالف ہوں۔ یہ طریقہ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اگر ماں۔ باپ۔ بھائی بیٹا وغیرہ اپنے مال میں سے میت کی روح کو ثواب پہنچائے۔ تو یہ جائز ہے۔ تقسیم سے پہلے ملاؤں کو نان۔ حلوے۔ گنڈیریاں وغیرہ کھلانی جائز نہیں۔ سنو۔ غور سے سنو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے۔ ۷۲ فرقے مسلمان کہلانے والے دوزخ میں جائیں گے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کہ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ۔

جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔ وہ طریقہ جنہوں نے اختیار کیا۔ وہ جنت میں جائیں گے۔ اور باقی اُن کے طریقے کے خلاف کرنے والے سب دوزخ میں جائیں گے۔

میں تم سب سے پوچھتا ہوں کہ کیا صحابہ کرامؓ اس طرح میت کے مال سے نان، حلوہ کھاتے تھے اور قرآن پڑھنے کا معاوضہ لیتے تھے یقیناً جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم اور طریقہ کے خلاف چلے گا۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ صحابہ کرامؓ کے طریقے کو اختیار کرو۔ اور حرام کھانے اور کھلانے سے باز آجاؤ۔ مجھے لاہور میں آئے ہوئے ۴۵ سال ہوگئے ہیں۔ میں کسی میت کے گھر کھانے پینے کے لئے نہیں گیا۔ مجھے شریعت کا علم ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں کہتا ہوں

میں پکا حنفی ہوں۔ کیونکہ لاہور میں کئی رسمیں نکل آئی ہیں۔ قبروں پر سجدے ہوتے ہیں۔ قوالیاں ہوتی ہیں۔ اور میں اس رسموں کی مخالفت کرتا ہوں۔ تو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ شیطان بڑا لعین اور خطرناک ہے۔ بے ایمان کو ایمان دار اور ایمان دار کو بے ایمان بنایا ہوا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی
اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ مَسٰجِدًا
ترجمہ۔ خدا لعنت کرے یہودیوں
اور نصرانیوں (عیسائیوں) پر کہ
انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں
کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

اب چونکہ لاہور میں کوئی نبی کی قبر تو ہے ہی نہیں۔ ولیوں کی قبریں ہیں۔ تو لاہوری ولیوں کی قبروں پر سجدہ کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو قبروں پر سجدہ کرنے سے ناراض ہیں۔ اور خدا کی لعنت بھیجتے ہیں اور آج کل مسلمان قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ مرادیں مانگتے ہیں۔ اور جو کوئی اس بُرے کام سے روکے وہ وہابی اور یہ ایمان دار حضور کے نقش قدم کے خلاف چلنے والے مسلمان (توبہ نعوذ باللہ)

لاہور میں سب اندھے ہیں۔ مرد بھی اندھے عورتیں بھی اندھی۔ حرام حلال کی بالکل تمیز نہیں

مجھے اللہ تعالےٰ نے ماشاء اللہ تعالےٰ باطن کی آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ نعمت مجھے اللہ والوں کے پاس ۴۰ سال آنے جانے سے حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ جن لوگوں کو اندھا کہتے ہیں اُن سے مراد ان کی ظاہری آنکھوں کے اندھے نہیں ہوتے۔ بلکہ ان سے مراد باطن کے اندھے ہیں۔ قرآن پاک میں سورۂ اعراف میں اللہ تعالےٰ قوم نوحؑ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

قَوْمًا عَمِیْنَ ترجمہ۔ اندھی قوم۔

یعنی حضرت نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال تبلیغ کی۔ لیکن وہ ساری قوم باطن کی آنکھوں کی اندھی تھی۔ صرف ۰، یا ۲، مسلمان تھے۔ جو کہ باطن کی آنکھیں رکھتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ

ترجمہ۔ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں۔
اندھے ہیں۔ پس۔ وہ نہیں
سمجھتے۔

قوم نوح اور مخالفین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاہری آنکھوں کے اندھے نہیں تھے۔ بلکہ وہ باطن کی آنکھوں کے اندھے تھے۔ آج بھی لاہور میں سب اندھے مرد اور اندھی عورتیں ہیں۔ جو شخص نماز پڑھے۔ روزہ رکھے۔ زکوٰۃ دے۔ اور قبروں کی پوجا پاٹ۔ اور وہاں سجدے کرنے اور مرادیں مانگنے سے روکے۔ وہ وہابی اور جو زنا کرے چوری کرے۔ سینما دیکھے۔ قبروں پر سجدے کرے۔ اور اُن سے مرادیں مانگے وہ پکا مسلمان بے دین یہاں ایمان دار ہیں۔ اور ایمان دار یہاں بے ایمان ہیں

الحمد للہ حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ مبارکًا علیہ۔ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حق سنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ۔ والے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے ۴۵ سال لاہوریو کو قرآن سنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

ترجمہ:۔ جو کوئی بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چلے گا۔ وہ کبھی جنت میں نہیں جاسکتا۔ جو کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور صحابہ کرامؓ کے طریقے اور اُن کے نقش قدم پر چلیگا وہ جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو اور آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں جنت میں پھر پہنچائے۔ آمین

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک صحبت میں باطن کی آنکھیں وھبًا حاصل ہوتی تھیں۔ اب کسبًا حاصل کرنی پڑتی ہیں

صحابہ کرامؓ صرف و نحو وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور ان چیزوں کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر ہم صرف و نحو وغیرہ نہ پڑھیں گے۔ تو قرآن و حدیث وغیرہ سمجھ نہیں آسکتا۔ ایک مرتبہ ایک صحابہ جن کا نام حنظلہؓ ہے۔ دوڑتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے۔ کہ نَافَقَ حَنْظَلَةُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ

ترجمہ - حنظلہ منافق ہوگیا - حنظلہ منافق ہوگیا - راستے میں اُن کو حضرت ابوبکر صدیقؓ ملے اور کہنے لگے کہ حنظلہ تو یہ کیا کہہ رہا ہے تو حنظلہؓ نے کہا - کہ جب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھتا ہوں - تو بہشت و دوزخ کو اپنی آنکھوں کے سامنے پاتا ہوں لیکن جب میں گھر میں بیوی بچوں کے پاس جاتا ہوں - تو یہ حالت نہیں رہتی - تو اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا - کہ میری بھی یہی حالت ہے - کہ جب حضور کی صحبت میں ہوتے ہیں - تو جنت اور دوزخ نظر آتی ہے -

اس حدیث سے معلوم ہوا - کہ حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں وصحبا تزکیہ ہوجاتا تھا - اب کیسا کرانا پڑھتا ہے - اسی لئے میں کہتا ہوں - کہ لاہوری سب اندھے ہیں -

علمائے کرام پر مذاق کرتے ہیں اور انگریز مردود کی تعظیم کرتے ہیں -

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے علمائے کرام بنی اسرائیل کے نبیوں کے درجہ کے برابر ہیں حضورؐ تو علمائے کرام کی عزت کریں - اور تم لاہوری مسلمان ان کی توہین کرو اور انگریز کی عزت -

خدا تعالیٰ تم کو ہدایت دے - مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کشفِ قبور ہے - مجھے پتہ ہے کہ جو نوجوان انگریز کی عزت اور علمائے کرام کی توہین کرتے تھے آج اُن کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں اور وہ عذاب میں مبتلا ہیں - میں ان کا نام نہیں بتلاؤں گا -

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کے طریقے کی طرف لائے - قبروں پر سجدہ کرنے سے روکے اور اُن سے مرادیں مانگنے سے منع کرے وہ وہابی ورنہ جو زنا کریں، سینما دیکھیں، شراب پئیں، نماز نہ پڑھیں وہ پکے مسلمان -

ہوش کرو - کدھر جا رہے ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کرو -

میں پچھلے سال مکہ معظمہ میں حج کرنے گیا - وہاں آج کل وہابیوں کی حکومت ہے - میں نے مکہ معظمہ کے، تمام کتب فروشوں سے پوچھا - کہ کوئی وہابی کی تاریخ ہے - لیکن کسی نے بھی نہ بتایا پھر میں مدینہ منورہ گیا - وہاں بھی پوچھا - تو انہوں نے بھی کچھ نہ بتایا -

حالانکہ وہاں پر وہابیوں کی حکومت ہے جس کو تم وہابی کہتے ہو اُس کا پڑپوتا وہاں جج ہے - اور پوتا وہاں خطیب ہے -

شیطان بڑا خطرناک ہے وہ انسانوں کو سیدھے راستے سے ہٹا کر غلط راستے پر چلاتا ہے سچے دین کو جھوٹا اور جھوٹے دین کو سچا بناتا ہے -

اے لاہوریو! تم بتلاؤ - کہ تمہارا کوئی ایک بیٹا اب عالم ہے یا تھا - تم سب یہی چاہتے ہو کہ بی - اے ہو جائے - قرآن سے تم بالکل جاہل ہو - اور پھر علمائے کرام پر مذاق اڑاتے ہو - کنجریوں کو نذرانے دینے کے لئے، روز رات کو سینما دیکھنے کے لئے جاتے ہو - انگریز سینما کی لعنت لایا تھا - شیطان نے سچ کہا تھا - کہ میں اکثر آدم کی اولاد کو گمراہ کرونگا اور وہ کامیاب ہے -

اللہ تعالیٰ مجھے دہلی سے اٹھا کر لاہور لایا - مجھے انگریز نے گرفتار کیا اور شملہ لے گیا پھر وہاں سے مختلف جیلوں سے پھراتا لاہور لے آیا - مجھ پر بغاوت کا الزام تھا - لیکن سی، آئی، ڈی اور پولیس اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے بعد بھی کامیاب نہ ہو سکی - کہ مجھ پر الزام ثابت کر دے - پھر آخر مجھے رہا کیا گیا اور کہا گیا کہ دہلی اور سندھ نہیں جانے دیا جائے گا - اللہ تعالیٰ نے قرآن کو لاہور میں پہنچانا تھا - اب میں لاہور آنے کی حکمت کو سمجھا ہوں - اللہ تعالیٰ کی بھی حکمت عجیب ہے -

تم سب انگریز کی تابعداری کرتے ہو - تمہارا راہنما انگریز ہے - رات کو GOOD NIGHT کہتے ہو یعنی کہیں رات کو مر نہ جاؤ صبح کو GOOD MORNING یعنی خیریت سے رہو کہ کہیں تمہاری جان نہ نکل جائے GOOD DAY یعنی تمام دن اچھی طرح ہو مر نہ جاؤ تم انگریز کے تابعداروں کو شریف کون کہتا ہے - قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکوگے کہ یا اللہ ہمیں کوئی تیرا بندہ ڈرانے والا آیا ہی نہ تھا - ہوش کرو - توبہ کر کے مرو - ورنہ قیامت کے دن وہ جوتے کھاؤگے کہ یاد کروگے -

اللہ تعالیٰ تم کو عقل عطا فرمائے - دین کی سمجھ عطا فرمائے

تم اندھے ہو - اللہ تعالیٰ تم کو باطن کی آنکھوں والا بنائے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - (آمین یا الٰہ العالمین)

میں تم کو غلط راستے سے ہٹا کر سیدھے راستے پر لانا چاہتا ہوں میں تمہارا بدخواہ نہیں خیر خواہ ہوں - اگر میری باتوں پر عمل کروگے تو اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں گے -

میں نے اللہ والوں کی صحبت میں ۴۰ سال رہ کر باطن کی آنکھیں حاصل کی ہیں - لاہور سے ۱۵ روپے خرچ کر کے اپنے شیخ کے پاس ایک سبق لینے کے لئے جاتا تھا اور پھر اُسے آکر پکاتا تھا -

ایک دفعہ میرے ساتھ میرا چھوٹا لڑکا حمید اللہ تانگہ میں بیٹھ کر کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مسجد کے مینار کے متعلق اُس نے کہا - کہ ابا جی اس مینار کو دیکھو تو میں نے کہا کہ اس مسجد کے مینار سے حرام کی بو آ رہی ہے - تو اُس کے بعد میرے لڑکے نے بتایا کہ مسجد کے بنانے والوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم کنجریوں سے مسجد کی تعمیر کے

باقی صفحہ ۱۸ پر

خُطْبَةُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ ۱۶ر محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ر جون ۱۹۶۱ء

اَزْ جَنَابْ شَیْخُ التَّفْسِیْرِ حَضْرَتْ مَوْلَانَا اَحْمَدْ عَلِیْ صَاحِبْ مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِیْ دَرْوَازَہ شِیْرَانْوَالہ لَاہَوْر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

بارگاہ الٰہی میں متکبر کون لوگ ہیں

قوله تعالیٰ (اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝)

(پ ۱۴ رکوع ۳ سورۃ النحل)

ترجمہ۔ تمہارا معبود اکیلا معبود ہے۔ پھر جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل نہیں مانتے۔ اور وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ ضرور اللہ (تعالیٰ) جانتا ہے۔ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب ان سے کہا جائے۔ کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے کہتے ہیں۔ پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔

یعنی

متکبرین کا قیامت کے آنے پر ایمان نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اِن کے پوشیدہ حالات اور جو باتیں ظاہر کرتے ہیں۔ جانتا ہے۔ اور وہ ان متکبروں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب ان سے پوچھا جائے۔ کہ تمہارے رب نے کیا نازل ہوا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ (اس قرآن مجید میں اور کیا ہے۔ گذشتہ قوموں کے قصے ہی تو ہیں۔ اور کیا ہے۔

آخرت میں ان تکبر کرنے والوں کا کیا نتیجہ نکلیگا

قوله تعالیٰ (لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ تاکہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ ان کے بوجھ جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے ہیں خبردار برا بوجھ ہے۔ جو اٹھاتے ہیں۔

یعنی

قیامت کے دن دُگنا بوجھ اُٹھائینگے ایک اپنا گمراہ رہنے کا بوجھ اور دوسرا بوجھ دوسروں کو گمراہ کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے حق میں فرماتا ہے۔ انہوں نے بہت بُرا بوجھ اُٹھایا۔

عبرت

کاشکے کہ ایسے نالائق اپنی ماں کے پیٹ سے نہ ہی پیدا ہوتے۔ تو بہتر تھا۔ نہ پیدا ہوتے۔ اور نہ جہنم میں جاتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تذکیر بایام اللہ (تعالیٰ)

یعنی پہلی قوموں نے جب ایسی حرکت کی تو نتیجہ کیا نکلا

قوله تعالیٰ (قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا۔ پھر اللہ (تعالیٰ) نے ان کی عمارت کو جڑوں سے ڈھا دیا۔ پھر ان پر اوپر سے چھت گر پڑی۔ اور ان پر عذاب آیا۔ جہاں سے انہیں خبر بھی نہ تھی۔

یہ انجام

تو مذاق کرنے والوں کا دنیا میں ہوا۔ آگے آخرت میں ان متکبرین کا کیا انجام ہوگا۔

ان متکبروں کا آخرت میں بُرا انجام ہوگا

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

قوله تعالیٰ (ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا۔ اور کہے گا۔ میرے شریک کہاں ہیں۔ جن پر تمہیں ضد تھی جنہیں علم دیا گیا تھا۔ وہ کہیں گے۔ بے شک آج کافروں کی رسوائی اور برائی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ فرشتوں نے ان کی ایسی حالت میں روح نکالی تھی۔ کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن متکبرین کو یہ حکم دیں گے

قولہ تعالیٰ (فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں ہمیشہ رہو۔ پس متکبرین کا کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

مذکورۃ الصدر متکبرین کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کا حال ملاحظہ ہو

متقیوں کا قرآن مجید کے متعلق عقیدہ

قولہ تعالیٰ (وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور پرہیزگاروں سے کہا جاتا ہے۔ کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں۔ اچھی چیز۔ جنہوں نے نیکی کی ہے۔ (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے۔ اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ۔ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو چاہیں گے۔

سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع میں متقین کے اوصاف حمیدہ

قولہ تعالیٰ (ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ) (سورۃ البقر رکوع ۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اتارا گیا آپ پر۔ اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

متقین کی پانچ صفتیں یہاں مذکور ہیں

ایمان بالغیب۔ اقامتہ الصلوہ۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ ایمان بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ بالآخرۃ ہم یوقنون

مذکور الصدر پانچ صفات کے متعلق شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

متقین

یعنی جو بندے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں۔ ان کو یہ کتاب راستہ بتلاتی ہے۔ کیونکہ جو اپنے خدا سے خائف ہوگا۔ اس کو امور مرضیہ اور غیر مرضیہ یعنی طاعت معصیتہ کی ضرور تلاش ہوگی۔ اور جس نافرمان کے دل میں خوف ہی نہیں۔ اس کو اطاعت کی کیا فکر اور معصیت سے کیا اندیشہ (از موضح القرآن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ پر حاشیہ

یعنی جو ان کے عقل و حواس سے مخفی ہیں۔ (جیسے دوزخ۔ جنت۔ ملائکہ وغیرہ) ان سب کو اللہ اور رسول کے ارشاد کی وجہ سے حق اور یقینی سمجھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان امور غائبہ کا منکر ہدایت سے محروم ہے۔

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ پر حاشیہ

"اقامت صلوۃ کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہمیشہ رعایت حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ پر حاشیہ

سب طاعتوں کی اصل تین ہیں۔ اول جو باتیں دل سے تعلق رکھتی ہیں اور دوسری بدن سے تیسری مال سے۔ سو اس آیت میں ہر سہ اصول کو ترتیب وار لے لیا۔

توبہ کا بیان

ایک واقعہ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنو اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانویں آدمی قتل کئے تھے۔ پھر وہ بنو اسرائیل میں سے پوچھتا ہوا نکلا۔ کہ اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں وہ ایک عابد کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ عابد نے کہا نہیں اس نے عابد کو (بھی) مار ڈالا اور پھر اسی طرح لوگوں سے پوچھتا رہا پھر ایک شخص نے اس سے کہا تو فلاں آبادی میں جا اور نام و پتہ بتایا (چنانچہ وہ اُدھر چل دیا) راستہ میں اس کو معلوم ہوا کہ موت قریب ہے (وہ آدھا راستہ طے کر چکا تھا۔ موت کو قریب پاکر) اس نے اپنا سینہ آبادی کی طرف بڑھایا یعنی جب موت نے اس کو آلیا تو وہ لیٹ گیا اور سرک کر اپنے سینہ کو اس آبادی طرف بڑھا لیا گویا اس نے آدھے راستے سے زیادہ طے کرلیا موت کے فرشتے جن میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں تھے۔ اس کی روح قبض کرنے آئے اور دونوں میں جھگڑا ہوا کہ کون اس کی روح قبض کرے (یعنی رحمت کے فرشتے قبض کریں یا عذاب کے فرشتے خداوند تعالےٰ نے اس بستی کو جدھر وہ توبہ کے ارادہ سے جا رہا تھا۔ حکم دیا کہ وہ میت کو اپنے سے قریب کرلے یا میت کے قریب ہوجائے اور جس آبادی سے وہ چلا تھا اس کو حکم دیا تو میت سے دور ہوجا پھر خداوند تعالےٰ نے جھگڑا کرنے والے فرشتوں سے کہا۔ اے تم دونوں کا فاصلہ ناپو (چنانچہ وہ فاصلہ ناپا گیا ناپنے سے معلوم ہوا کہ جدھر وہ جا رہا تھا ادھر (۲)

۲۔ کا فاصلہ ایک بالشت کم ہے خدا نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری مسلم)

از مولانا ظفیر الدین صاحب مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند

مسلمان بچوں کی تربیت

بچوں کی آخرت اور والدین

یہ مسلم ہے۔ کہ فطری طور پر باپ کو اپنی اولاد سے بے انتہا محبت ہوتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ وہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا قرار ہوتے ہیں۔ لیکن انبیاء کرام کا اسوہ بتاتا ہے۔ کہ اسی انداز سے والدین کے دل میں بچوں کی آخرت سنوارنے کا بے پناہ جذبہ بھی ہونا چاہئے۔

قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے لخت جگر کا واقعہ جس انداز میں مذکور ہے۔ اس میں بھی ہمارے لئے عبرت و بصیرت کے بہت سارے سامان یکجا فراہم ہیں آپ نے ساڑھے نو سو برس اپنی قوم میں تبلیغ کے فرائض انجام دئے مگر بجز چند گنے چنے افراد کے ساری قوم اپنے آبائی کفر و سرکشی پر جمی عاجز آکر آپ نے دعا کی۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح - ۲)

ترجمہ - (اے میرے رب! روئے زمین پر کافروں میں کسی کا ایک گھر بھی نہ چھوڑ)

اور پھر اس بیخ و بُن سے ختم کر دینے کی جو درخواست پیش کی تھی - اس کی وجہ بیان فرمائی۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا - (نوح - ۲)

ترجمہ - (بلاشبہ اگر آپ نے ان کو چھوڑ دیا - تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بدکار و نافرمان اولاد کے سوا اور کچھ اضافہ نہ کریں گے)

دعاء نوح اور طوفان

گویا قوم اپنی سرکشی اور گمراہی کی اس منزل پر پہنچ چکی تھی - کہ کفر و شرک ان کی رگ رگ میں رس بس چکا تھا - اور ان سے کسی توقع کی کوئی کرن بظاہر باقی نہ تھی - چنانچہ طوفان نوح کا فیصلہ سنایا گیا - کشتی تیار ہوئی اور توالدو تناسل کی حفاظت کے لئے مومنین کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے جانور لاد دئے گئے - جن کی زندگی پانی کے بجائے خشکی سے متعلق ہے۔

پسر نوح کو باپ کی نصیحت

حضرت نوح علیہ السلام کا لخت جگر اب تک کافروں کے گروہ سے متعلق تھا - اس آخری وقت میں جب آپ کی آنکھیں وقت سے پہلے ہی کافروں کی بربادی کا منظر دیکھ رہی تھیں - بیٹے کو آخری فہمائش کی اور انداز دعوت میں فطری محبت و شفقت کے وہ سارے جذبات گھول دیئے جو ایک باپ کے دل میں اپنے جگر گوشہ کے لئے ہوتے ہیں۔

(وَنَادٰى نُوْحُ نِ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكَافِرِيْنَ ٥ (هود)

ترجمہ - (اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ مقام پر تھا - کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ مت ہو

بیٹے کی ضد

مگر بیٹا کا دل اب تک ان ہی سرکشیوں سے لبریز تھا - جو ایک کافر کا شیوہ ہوتا ہے - اور اسی ناتجربہ کاری اور فریب نفس سے آلودہ جو ایک ناخدا ترس فرد کا حصہ ہے - باپ کی اس محبت بھری دعوت کا جواب دیا

(سَاٰوِيْ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ (ھود ۴)

ترجمہ - وہ کہنے لگا میں بھی کسی پہاڑ کی پناہ لوں گا جو مجھ کو پانی سے بچا لیگا

باپ کا درد و سوز

مگر پدری محبت نے حضرت نوح علیہ السلام کو چین نہیں لینے دیا - پیار بھرے انداز میں فرمایا - اور پورے درد و گداز سے سمجھایا -

(قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ (ھود - ۴)

ترجمہ - (نوح نے فرمایا - کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں - مگر وہ جس پر وہی رحم کرے)

بیٹے کا کفر و شرک اور یہ انجام باپ سے نہ دیکھا گیا - چنانچہ جب وہ پانی کی موج سے کھیل رہا تھا - اور قریب تھا - کہ وہ آخری سانس لے ایک مرتبہ پھر اللہ کی جناب میں درخواست کی - چونکہ بیٹے کی طرف سے مایوس ہو چکے تھے - اس لئے توفیق ایزدی کے طالب ہوئے۔

(وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ ٥ (ھود - ۴)

ترجمہ - (نوح نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا - اے رب! میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے - اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے - اور آپ احکم الحاکمین ہیں)

دعاء و درخواست

یعنی گو یہ سرد ست ایمان والا اور مستحق نجات نہیں ہے - لیکن آپ احکم الحاکمین اور بڑی قدرت والے ہیں - اگر آپ چاہیں - تو ان کو مومن بنا سکتے ہیں - لہذا اس کو مؤمن بنا دیں تاکہ یہ بھی اس وعدہ حقہ کا محل بن جائے -

لیکن رب العالمین کا فیصلہ اٹل

تھا۔ اور پسر نوح کے لئے ازل ہی میں طے ہو چکا تھا۔ کہ وہ کفر پر جان دے گا۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام سے ارشاد ہوا۔

قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (ھود)

ترجمہ۔ (اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اے نوح! یہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے۔ یہ تباہ کار ہے۔ سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جس کی تم کو خبر نہیں)

یعنی اے نوح! یہ شخص ہمارے علم ازلی میں تمہارے ان گھر والوں میں نہیں ہے۔ جو ایمان لا کر نجات پائیں گے، یعنی ان کی قسمت میں ایمان نہیں ہے۔ بلکہ یہ خاتمہ تک تباہ کار یعنی کافر رہنے والا ہے۔ سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست مت کرو۔ جس کی تم کو خبر نہیں۔

اسوۂ نوحؑ

اس واقعہ کو پڑھیں۔ اور سوچیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کس طرح زندگی کے آخری سانس تک بیٹے کی ہدایت کے لئے کوشاں رہے اور کس طرح اللہ تعالےٰ کے دربار میں درخواست کی۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ اس کی قسمت میں ایمان نہ تھا۔ اور بالآخر اس نے کفر پر جان دی مگر اپنی طرف سے نہ اس کو سمجھانے میں کمی کی اور نہ رب العالمین سے دعاء کرنے میں۔

اس قرآنی اور انبیائی واقعہ میں ایک مسلمان باپ کے لئے ایک عظیم عبرت ہے۔ کہ اولاد کے سلسلہ میں جو فرائض عائد ہوتے ہیں۔ اس واقعہ سے سبق حاصل کرے۔ اور اپنی جدو جہد اور امکان بھر ہرگز بچوں کی مذہبی تعلیم میں کوتاہی کو دخل نہ دے اور ان کی آخرت کی طرف سے ایک لمحہ کے لئے غافل نہ ہو

بڑے نادان ہیں وہ باپ جو اپنے ان فرائض سے کوتاہی کرتے ہیں۔ ور دنیا کے لئے سب کچھ کرتے ہیں۔ لیکن اولاد کی مذہبی تعلیم اور خدا پرستی سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں خواہ وہ جنت میں جائے یا جہنم میں

صالحین کی دعا اولاد کے حق میں

اللہ تعالےٰ نے سورہ احقاف میں جہاں اپنے نیک اور اطاعت گزار بندوں کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں یہ بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے خالق و مالک کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد سے بھی غافل نہیں ہوتے۔ بلکہ والدین اور اولاد کے لئے خصوصی دعا کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ٥)

ترجمہ۔ کہتے ہیں اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر میرے والدین پر کیا اور یہ کہ ایسے نیک کام کروں جسے تو پسند کرے اور میری اولاد کو نیک بنا میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور فرمانبرداروں میں ہوں)

گویا بتانا یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے محبوب اور فرمانبردار بندے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کی دینی اور مذہبی خیرخواہی کو بھی فراموش نہیں کرتے بلکہ ان کے لئے دعاگو رہتے ہیں۔ اور ایسے مخلصین کی دعا قبول بھی کی جاتی ہے۔

علامہ شوکانیؒ نے واصلح لی فی ذریتی کے سلسلہ میں لکھا ہے

ای اجعل ذُرِّيَّتِي صالحین راسخین فی الصلاح متمکنین منہ

(فتح القدیر للشوکانی ص ج ۵)

(یعنی میری اولاد کو ایسی نیکو کار بنا کہ نیکی ان میں راسخ ہو چکی ہو۔ اور اس پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

گویا یہ آیت اتری تھی حضرت صدیقؓ اکبر کے لئے مگر حکم اور انداز بیان عام ہے۔ اور عام نیک لوگوں کا شیوہ بتایا گیا ہے۔ کہ یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات، والدین اور اولاد پر حقوق اللہ و حقوق العباد میں سے کسی حق سے بھی چشم پوشی نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ہر ایک حق کی ادائگی میں کوشاں ہوتے ہیں۔ اور اس کے لئے دربار ایزدی میں مناجات بھی کرتے ہیں۔ اور جد و جہد بھی۔

مذہبی تعلیم کی اہمیت

اس آیت میں بھی مسلمانوں کو ضمناً سبق دیا گیا ہے۔ کہ جہاں وہ دوسرے حقوق کی ادائگی میں کوتاہی نہیں کرتے اولاد کے حقوق سے بھی انہیں غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اور ان کا سب سے بڑا حق یہ ہے۔ کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے صلاح و فلاح اخروی کی دلی دعا کی جائے اور اپنی کدو کاوش کی حد تک تربیت میں ہرگز تغافل کیشی کو راہ نہ دی جائے اور ساتھ اس کا یقین رکھنا چاہئے۔ کہ ان کی تعلیم و تربیت، عقائد و اعمال کی پاکیزگی اور اخلاق و معاملات کی صفائی بنیادی چیزیں ہیں۔ اور اس کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی سی ہے۔

مذہبی تعلیم و تربیت جس کی طرف غفلت عام ہے۔ افسوس ہے۔ مسلمانوں نے اس کی اہمیت پر کبھی غور نہیں کیا۔ اور شاید اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ساری دنیا میں مسلمان رسوا اور ذلیل ہو رہا ہے۔ اور عزت و عظمت کا جو خستہ و ناکارہ تاج ان کے سروں پر تھا۔ وہ بھی چھین لیا گیا۔

ایک مسلمان باپ کا فریضہ

ایک مسلمان کا فریضہ ہے۔ کہ اس مسئلہ پر وہ ٹھنڈے دل سے غور کرے اور سوچے کہ جس دین پر ہمارا ایمان ہے۔ وہ اول دن سے تعلیم تربیت اور تزکیۂ نفس کی تعلیم دیتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با جود کی دعا کی تھی۔ تو ساتھ ہی آپ کے لئے ان اوصاف سے متصف ہونے کی بھی دعا کی تھی۔ کہ امت کو قرآن پاک پڑھ کر سنائیں۔ کتاب وسنت

کی تعلیم دیں۔ حکمت اور دانائی سے امت کو روشناس کریں۔ اور ساتھ ہی ان کے قلوب کا تزکیہ کریں دعاء کے الفاظ یہ ہیں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (سورۃ بقرہ رکوع ۱۵)

ترجمہ: اے میرے رب! اور ان لوگوں میں انہی میں سے ایک پیغمبر مقرر فرما۔ جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ کر سنایا کریں۔ اور ان کو آسمانی کتاب اور اس کے احکام کی تعلیم دیا کریں اور ان کے باطن کو پاک کردیں بلاشبہ آپ غالب اور کامل الانتظام ہیں۔

خاتم النبیین کے خصوصی اوصاف

اور آپ کی یہ دعاء اسی انداز میں قبول بھی ہوئی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں مبعوث ہوئے تو ان تمام اوصاف کے جامع تھے۔ جن کی دعائیں التجاء کی گئی تھی۔ خود اللہ جل مجدہ کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ (الجمعۃ سپارہ ۲۸ رکوع ۱)

ترجمہ: وہی ذات ہے۔ جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیا۔ جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور پاک کرتے ہیں۔ اور کتاب اللہ اور اس کے احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ سب کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔

تزکیہ قلب و تصفیہ باطن اور کتاب و سنت کی تعلیم اس دین قوام اور خمیر میں داخل ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول دن سے اپنے اس فرض منصبی کو انجام دیا اور دینی تعلیم و تربیت کے فضائل بکثرت کتب حدیث میں موجود ہیں

اسوہ نبوی اور امت

پھر جو باپ اس دین سے اپنا تعلق جوڑتا ہے۔ اس کے لئے کب زیبا ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت میں ان بنیادی چیزوں کو نظر انداز کردے۔ جو بعثت نبوی کی غرض و غایت بیان کی گئی ہے اگر وہ ایسا کرتا ہے۔ تو کتاب و سنت کی روشنی میں وہ مجرم ہے۔ اور اتنا بڑا مجرم کہ اس جرم عظیم کی معافی اس سے مشکل معلوم ہوتی ہے۔

اب تک اختصار کے ساتھ جو کچھ عرض کیا گیا۔ اس سے اتنی بات نکھر کر سامنے آگئی۔ کہ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت میں "دین" اور دینی تعلیم بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اور انبیاء کرام اور خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اسے اس طرح موکد کردیا ہے۔ کہ امت کا فرض منصبی ہوگیا ہے۔ کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس طرف سے غفلت نہ برتے خواہ حالات بدتر ہی کیوں نہ ہوجائیں۔

دین سے غفلت

ہمارے اس نازک ترین دور میں یہ وبا عام ہے۔ کہ ہم بچوں کے لئے دنیاوی برتری کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی دینی فلاح و بہبود کے لئے ہمارے دل میں کوئی تڑپ پیدا نہیں ہوتی۔ یہ ہمارے عقائد و اعمال کا اضمحلال ہے۔ اور دین سے بے رغبتی کی کھلی ہوئی علامت، کاش مسلمانوں کی یہ تغافل کیشی اور دین کی طرف سے ان کی یہ بڑھتی ہوئی بے توجہی ختم ہوتی اور ان میں پھر ایک مرتبہ صحابہ کرام کا سا جوش عمل اور ولولہ حیات کروٹ لیتا اور ان پر جو دینی موت طاری ہوتی جارہی ہے۔ ان میں اس کا احساس زندہ ہوجاتا۔ تاکہ ان کی دینی شمع حیات الحاد و دہریت کے طوفان میں بھی اسی طرح روشن رہتی جس کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اور انقلابات زمانہ کا کوئی جھونکا اسے بجھا نہ سکتا

اولاد کے حق میں دعا اور بددعا کی اہمیت

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی عرض کردیا جائے۔ کہ ہمارے گھروں میں دعا اور بددعا کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی ہے۔ حالانکہ اوپر قرآن پاک کی آیات جو مختلف انبیاء کرام سے متعلق پیش کی گئیں۔ ان میں صراحت ہے۔ کہ یہ تمام کے تمام اپنی اولاد کے لئے نیک دعائیں کیا کرتے تھے اس کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ والدین اپنی اولاد کے لئے اچھی دعائیں کرتے مگر ہمارے ملک میں کچھ الٹا سا رواج ہے۔ کہ جاہل ماں باپ اپنے جگر کے ان ٹکڑوں کے لئے بد دعائیں کرتے ہیں۔ اور وہ بھی صرف اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے بالخصوص جاہل مائیں تو بات بات پر بددعا کرتی ہیں۔ اور ان ننھے ننھے بچوں کو جن کو ابھی نہ کوئی دنیاوی شعور ہوتا ہے۔ اور نہ خود ان کی باتوں کو پورے طور پر سمجھنے کا سلیقہ اور بد دعائیں بھی کیسی کیسی خدا کی پناہ کہ اگر وہ فوراً اسی وقت قبول بارگاہ الہی ہوجائیں اور پڑ جائیں۔ تو شاید ان جاہل ماؤں کا بھی ہارٹ فیل ہوجائے۔ اور عموماً ایسا ہوتا بھی ہے۔ کہ دیر سویر ان بچوں کو ماں باپ کی بد دعائیں برباد کر ڈالتی ہیں۔ مگر اس کا احساس نہ والدین کو ہوتا ہے۔ اور نہ بچوں کو۔

اولاد کو بددعا کی ممانعت

حدیث میں اسی وجہ سے اولاد کے لئے بد دعاء کرنے سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ اور خود اپنے لئے بھی اس لئے کہ خدا نخواستہ اگر وہ وقت قبولیت کا ہوا تو پھر پوری زندگی تباہ ہوکر رہ جائے گی۔

حدیث میں جریج کا واقعہ منقول ہے۔ کہ وہ ایک زبردست عابد تھے۔ الگ تھلگ اپنی ایک عبادت گاہ

بنا رکھی تھی۔ جس میں دن رات خدا کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن ان کی ماں ایسے وقت پہنچی۔ جب یہ بیچارے نوافل میں مشغول تھے۔ ماں نے نام لے کر آواز دی یہ آواز ان کے کان سے ٹکرائی بھی اور انہوں نے جان بھی لیا۔ کہ یہ میری محترم والدہ کی آواز ہے۔ مگر عبادت کی مشغولی کی وجہ سے خاموش رہ گئے۔ اور جی نہ چاہا کہ عبادت مولیٰ درمیان سے چھوڑ دی جائے ان کی ماں نے دستور کے مطابق تین مرتبہ پکارا۔ جب جواب نہ ملا تو ان کی ماں کو غصہ آگیا۔ اور ان کی زبان سے یہ کلمات نکل گئے

اللھم لا تمته حتی ینظر الی وجوہ المومسات

(اے اللہ! جب تک یہ زنا کار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے اسے موت نہ دے)

ماں کی بددعا کا اثر ایک عابد کے حق میں

یہ کہا اور واپس ہوگئیں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ بددعا ان پر پڑ کر رہی۔ بنی اسرائیل میں جریج کی عبادت و ریاضت بے انتہا مشہور تھی۔ اور یہ خود بہت مقبول۔ آخر ہوا یہ کہ اس زمانہ کی مشہور حسینہ ان کی آزمائش کے پیچھے پڑ گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کے شر سے ہر طرح محفوظ رکھا۔ آخر کار اس حسینہ نے ایک چرواہا سے اپنا منہ کالا کیا۔ جو اسی گرجا کے زیر سایہ رہا کرتا تھا۔ اتفاق کی بات کہ اس فتنہ پرداز حسینہ کو حمل ٹھیر گیا۔ اور جب بچہ پیدا ہوا۔ تو ان بے گناہ عابد درویش کے سر الزام ڈالا۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو پھر کیا کہنا انہوں نے اس افواہ پر یقین کر لیا۔ اور بغیر تحقیق سارے کے سارے اس غریب کے گرجا میں گھس آئے۔ جس قدر مار پیٹ سکتے تھے۔ سب کیا اور آخر میں گرجا مسمار کر دیا۔ اس درویش باخدا نے گھبرا کر لوگوں سے پوچھا، آخر ماجرا کیا ہے، کہ تم سب پاگل بنے ہوئے ہو۔ ان سے بتایا گیا۔ کہ فلاں زانیہ عورت کو بچہ پیدا ہوا ہے۔ اور وہ کہتی ہے۔ کہ تمہارا ہے انہوں نے پوچھا۔ وہ بچہ جو پیدا ہوا کہاں ہے۔ اسے لے آؤ۔ وہ لینے گئے۔ یہ نماز کی نیت باندھ کر خدا کے آگے کھڑے ہوگئے۔ نماز پوری کر چکے تو دیکھا نوزائیدہ بچہ لایا جا چکا ہے۔ جو ابھی چند دنوں کا تھا جریج درویش نے بچہ کو مخاطب کرکے پوچھا اپنے باپ کا نام بتاوے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اسے فوراً گویائی عطا ہوئی۔ اور اس نے کہا فلاں نامی چرواہا۔ اس نوزائیدہ بچے کی یہ آواز سن کر سارا مجمع سکتہ میں آگیا۔ اور جریج کی اس کرامت سے بے حد متاثر سبھوں نے معافی چاہی۔ اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ اور اجازت چاہی۔ کہ اس گرجا کو ہم سب مل کر سونے کا بناویں درویش نے کہا نہیں جیسا تھا ویسا ہی۔

الادب المفرد میں یہ بھی ہے۔ کہ زانیہ کا نام سن کر جریج مسکرا اٹھے اور بعد میں لوگوں کے پوچھنے پہ بتایا۔ کہ یہ محترمہ ماں صاحبہ کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ اور کچھ نہیں۔

غور کیجئے کہ غصہ کی حالت میں ماں کی زبان سے جو بات نکل گئی تھی وہ ایسے مرتاض و عبادت گزار بیٹے پر پر بھی پکڑ کر رہی۔ اور انہوں نے محسوس کیا۔ کہ ماں کی بددعا نے اس انجام تک پہنچایا ہے۔

والدین کی بددعا مقبول ہے

پھر حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔

ثلاث دعوات مستجابات لھن لا شك فیھن۔ دعوۃ المظلوم و دعوۃ المسافر و دعوۃ الوالدین علی ولدہ (الادب المفرد ص۲)

(تین دعائیں مقبول ہیں۔ جن کی مقبولیت میں ذرا بھی شبہ نہیں، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، اور ماں باپ کی بددعا اپنی اولاد کے لئے)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے باوجود ہے۔ ان ماں باپ پر جو معمولی معمولی بات پر اپنی اولاد کو کوستے اور بددعا دیتے ہیں۔ اور ان کا مستقبل خود اپنے ہاتھوں تاریک بنایا کرتے ہیں۔ اور بعد میں ان کی اولاد دنیاوی یا دینی طور پر جب تباہ حال نظر آتی ہے تو آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہیں۔

علامہ زمخشری پر ماں کی بددعا

علامہ زمخشری جن کی مشہور تفسیر کشاف اور دوسری تصنیفات ہیں۔ ان کے متعلق کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے۔ کہ ان کا پاؤں کٹا ہوا تھا۔ اور جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ کہ یہ کیسے ہوا۔ تو انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ ماں کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ واقعہ یہ پیش آیا تھا۔ کہ میں نے اپنے بچپن میں ایک گوریا (چھوٹی سی چڑیا) پکڑی اور اس کے پاؤں میں دھاگا باندھ دیا۔ اس کی وجہ سے اس ننھی منی چڑیا کا نازک پاؤں کٹ گیا۔ یہ دیکھ کر میری والدہ پر بے حد اثر ہوا۔ اور ان کی زبان سے نکل گیا۔ کہ جس طرح تو نے اس غریب چڑیا کا پاؤں کاٹا ہے۔ تیرا پاؤں کاٹا جائے۔

اس طرح کے واقعہ سے جاہل اور ناسمجھ ماں باپ کو سبق لینا چاہئے اور اپنی بددعاؤں سے معصوم اولاد کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ غصہ میں کوئی ایسی بات ہرگز زبان پر نہیں لانی چاہئے۔ کہ وہ بیٹا اور اولاد کے حق میں تباہ کن یا رسوا کن ثابت ہو

بچوں کو لعنت وملامت کا غلط رواج

یہ عجیب بات ہے۔ کہ جن ماں باپ کو کتاب و سنت میں اولاد کی تربیت میں محبت اور پیار سے کام لینے کا حکم ہے۔ وہی اس کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ اولاد کے لئے ذرا ذرا سی بات پر لعنت ملامت اور بددعاؤں کی بوچھاڑ کرتے ہیں۔ اور کلمات خیر کی جگہ اولاد کے لئے گالی گلوچ اور طعن وتشنیع کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو کتا، سور اور گدھا کہہ کر پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو معاف فرمائیں۔ اور اس جرم ناشائستہ سے بچائیں اور ہماری اولاد

کو نیک و صالح بنائیں اور دنیا اور دین دونوں اعتبار سے باعزت و باعظمت رکھیں اور ان کی تعلیم و تربیت کا اچھا انتظام فرمادیں۔

تربیت سے غفلت کا نتیجہ

یہ ساری خرابی ہم لوگوں میں اسی وجہ سے ہے۔ کہ بچپن میں خود ہماری تربیت اچھی نہیں ہوئی اگر عورتوں میں یہ عیوب پیدا ہیں تو اس کی وجہ بھی اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کہ ہم نے اپنی بچیوں کی تربیت کے وقت ان قواعد اور اصول کو پیش نظر نہیں رکھا تھا۔ جن کی کتاب و سنت میں تعلیم دی گئی ہے۔ ماؤں کی جہالت اور پھوہڑپن کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ بچے اپنی زندگی کی دوڑ بھاگ میں ناکام اور نامراد نظر آتے ہیں۔

کاش ہم بچوں کے ساتھ اپنی لاڈلی بچی کی تربیت میں بھی وہی سرگرمی دکھلائیں۔ جس کی طرف ہماری شریعت نے رہبری کی ہے۔ تو یقین کیجئے کہ پھر آج جو کچھ یہ بُرا ماحول ہمارے سامنے ہے باقی نہ رہے اور ماحول میں وہی پاکیزگی پیدا ہو جائے۔ جس کی ہم دلی طور پر مذہب کی روشنی میں کبھی کبھی تمنا کرتے ہیں

اولاد سے اُنس و محبت

انبیاء کرام کی اپنی اولاد سے محبت اور ان کی اپنے بچوں کے لئے دعائیں جو پہلے قرآن پاک کی آیتوں سے ثابت ہوئیں۔ ان سے ہمیں یہ بھی سبق حاصل کرنا چاہئے۔ کہ ہم اپنے بال بچوں سے محبت و شفقت کا برتاؤ کریں۔ ان کی جدائی ہم پر شاق گزرے۔ اور ان کے آرام و آسائش کی کسی فکر سے ہم بے فکر نہ ہوں۔

قرآن نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت و الفت کا جو نقشہ یوسف علیہ السلام کے سلسلہ میں کھینچا ہے۔ اس سے بھی اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے، یوں تو طبعًا انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کا نور نظر اس کی آنکھوں سے جدا نہ ہو۔ بلکہ ہر وقت اس کے پہلو میں رہے۔ تاکہ وہ اسے دیکھ دیکھ کر نہال ہو اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرے۔ مگر اسی روئے زمین پر ہر زمانہ میں کچھ ایسے سنگدل و بے مروت انسان بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جنھوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنے جگر گوشوں کی شمع زندگی بجھانے میں تامل نہیں کیا ہے۔ اور اگر اولاد میں کہیں بچی پیدا ہوئی تو پھر ان میں وہ پرانی جاہلی عصبیت ابھر آئی۔ جو کفر و شرک نے ان کے دلوں میں راسخ کر ڈالی تھی۔ اور جس کے نتیجے میں بچیاں زندہ درگور کی گئیں

اسلام محبت میں بھی اعتدال کی راہ اختیار کرتا ہے۔ جہاں وہ بچوں کی تربیت میں سختی مار پیٹ کی اجازت دیتا ہے۔ وہاں وہ ان سخت دلوں کی مذمت بھی کرتا ہے۔ جو اپنے بچوں کو پیار نہیں کرتے۔ اور جو رحم و کرم اور انس و محبت کی دولت سے محروم ہوتے ہیں

جناب محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

نجات کا راستہ

حضرت سیدنا امام ربّانی قدس سرہ' العزیز فرماتے ہیں۔

"آخرت کی نجات اور ہمیشہ کے لئے کامیابی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مل سکتی ہے۔ آپؐ کی پیروی کی بدولت ہی بندے اللہ تعالیٰ کے پیارے بن سکتے ہیں۔"

(مکتوب ۲۴۹ دفتر اول)

آپؐ کی بعثت قیامت تک آنے والے سب انسانوں کے لئے ہے۔

(۱) قُلْ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ٥ ۱۵۸ (الاعراف آیت)

ترجمہ۔ کہہ دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمی پر جو کہ اللہ اور اس کی کلاموں پر یقین رکھتا ہے۔ اور اس کی پیروی کرو۔ تاکہ تم راہ پاؤ۔

(۲) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ٥ (السبا آیت ۲۸)

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے۔ تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

"ہم نے آپؐ کو ساری دنیا کے لئے مبشر اور نذیر بناکر بھیجا ہے۔"

(شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی)

(۳) وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ٥ (النساء آیت ۷۹ ع ۱۱)

ترجمہ۔ ہم نے تجھے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بناکر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی گواہی بس ہے۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لوگوں کے لئے پیغمبر ہیں

(۴) إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ٥

(فاطر ایت ۲۴ - رکوع ۳)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ کو سچا دین دے کر خوشخبری اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے۔ اور کوئی امت نہیں گزری مگر ان میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے۔

لہٰذا

سب انسانوں کی نجات کا راستہ اب صرف ایک ہی ہے۔ کہ آپؐ کی رسالت کا اقرار کر لیا جائے اور آپؐ کے لائے ہوئے دین اسلام کی پیروی کی جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝

(البقرۃ آیت ۲۰۸ ع ۲۵)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

اسلام سچا دین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی دین قابل قبول ہے

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۝

(آل عمران آیت ۱۹ - ع ۲)

ترجمہ۔ بے شک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکمبرداری۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانیؒ

"اسلام" کے اصلی معنی سونپ دینے کے ہیں۔

مذہب "اسلام" کو بھی اس لحاظ سے اسلام کہا جاتا ہے۔ کہ ایک مسلم اپنے کو ہمہ تن خدائے واحد کے سپرد کر دینے اور اس کے احکام کے سامنے گردن ڈال دینے کا اقرار کرتا ہے۔ گویا "اسلام" انقیاد و تسلیم کا اور "مسلمانی" حکمبرداری کا دوسرا نام ہوا۔

یوں تو شروع سے اخیر تک تمام پیغمبر (علیہم السلام)، یہ ہی مذہب اسلام لے کر آئے اور اپنے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوم کو مناسب وقت احکام پہنچا کر اطاعت و فرمانبرداری اور خالص خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلاتے رہے ہیں۔

لیکن

اس سلسلے میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کو جو اکمل، جامع ترین عالمگیر اور ناقابل تنسیخ ہدایات دین وہ تمام شرائع سابقہ حصہ پر مع شئے زائد مشتمل ہونے کی وجہ سے خصوصی رنگ میں اسلام کے نام سے موسوم و ملقب ہوئیں۔

بہر حال اس آیت میں نصاریٰ نجران کے سامنے خصوصاً اور تمام اقوام و ملل کے سامنے عموماً اعلان کیا گیا ہے۔ کہ دین و مذہب صرف ایک ہی چیز کا نام ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بندہ دل و جان سے اپنے کو خداوند قدوس کے سپرد کر دے، اور جس وقت جو حکم اس کی طرف سے پائے بے چون و چرا گردن تسلیم جھکا دے۔

اب جو لوگ خدا کے بیٹے پوتے تجویز کریں۔ مسیح و مریم کی تصویروں، اور صلیب کی لکڑی کو پوجیں، خنزیر کھائیں، آدمی کو خدا یا خدا کو آدمی بنا دیں، انبیاء و اولیاء کو قتل کر ڈالنا معمولی بات سمجھیں، دین حق کو مٹانے کی ناپاک کوششوں میں لگے رہیں۔ موسیٰ و مسیح (علیہم السلام) کی بشارات کے موافق جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)، ان دونوں سے بڑھ کر نشان دکھاتا ہوا آیا۔ جان بوجھ کر اس کی تکذیب اور اس کے لائے ہوئے کلام و احکام کا ٹھٹھا کریں یا جو بے وقوف پتھروں، درختوں، ستاروں اور چاند سورج کے آگے سجدہ کریں اور حلال و حرام کا معیار محض ہوائے نفس کو ٹھہرا لیں، کیا ان میں کوئی جماعت اس لائق ہے۔ کہ اپنے کو مسلم اور ملت ابراہیمی کا پیرو کہہ سکے؟ العیاذ باللہ وفی روایۃ محمد بن اسحاق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسلموا۔ فقالوا قد اسلمنا فقال صلی اللہ علیہ وسلم کذبتم کیف یصح اسلامکم وانتم تثبتون للہ ولدًا و تعبدون الصلیب و تاکلون الخنزیر۔

دین اسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی قابل قبول نہیں

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

(آل عمران آیت ۸۵ - ع ۹)

ترجمہ۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

نقصان سے بچنے والے کون ہیں

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر)

ترجمہ۔ زمانہ کی قسم ہے بیشک انسان گھاٹے میں ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانیؒ

"یعنی انسان کو خسارہ سے بچنے کے لئے چار باتوں کی ضرورت ہے۔

اول خدا و رسول پر ایمان لائے اور ان کی ہدایات اور وعدوں پر خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے پورا یقین رکھے۔

دوسرے اس یقین کا اثر محض قلب و دماغ تک محدود نہ رہے۔ بلکہ جوارح میں ظاہر ہو اور اس کی عملی زندگی اس کے ایمان قلبی کا نتیجہ ہے۔

تیسرے محض اپنی انفرادی صلاح و فلاح پر قناعت نہ کرے۔ بلکہ قوم وملت کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھے۔ جب دو مسلمان ملیں ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہیں۔

چوتھے ہر ایک دوسرے کی یہ نصیحت رہے - کہ حق کے معاملہ میں اور شخصی و قومی اصلاح کے راستہ میں، جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلاف طبع امور کا تحمل کرنا پڑے - پورے صبر و استقامت سے تحمل کریں - ہرگز قدم نیکی کے راستہ سے ڈگمگانے نہ پائیں۔

جو خوش قسمت حضرات ان چار اوصاف کے جامع ہونگے اور خود کامل ہوکر دوسروں کی تکمیل کریں گے - اُن کا نام صفحات دہر پر زندہ جاوید رہے گا - اور جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائیں گے - وہ بطور باقیات صالحات ہمیشہ اُن کے اجر کو بڑھاتے رہیں گے"۔

احباب کو اطلاع

حضرت شیخ التفسیر مدظلہٗ نے احباب کے ساتھ جو دورے کے وعدے کر رکھے تھے - اور احباب نے تاریخیں لے رکھیں تھیں - وہ احباب حضرت کی مقرر کردہ تاریخوں کو منسوخ سمجھیں۔ کیونکہ حضرت اقدس (حکومت کے آرڈر کے مطابق) بوجہ پابندی جلسوں میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔ (مدیر)

ضروری اعلان

خصوصًا - مریدین حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابن سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہا و شاگرد ارشد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ ساکن واں بھچراں) کو اطلاع دی جاتی ہے - کہ جن متوسلین و مریدین کے پاس حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحبؒ کے مکتوبات و ملفوظات موجود ہوں - تو مہربانی کرکے ان ملفوظات و مکتوبات کو مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ کرکے عنداللہ ماجور ہوں - تاکہ ان کو کتابی شکل دے کر شائع کیا جائے - مہربانی ہوگی۔

عبدہ ضعیف - محمد سعد سراجی عفی عنہ ولد حضرت محمد اسمٰعیل صاحب سراجی مجددی - ڈاک خانہ موسیٰ زئی شریف - ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں صوبہ سرحد

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین
دین اسلام ہی ہے

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدۃ آیت ۳)

ترجمہ - آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کرچکا - اور میں نے تم پر احسان پورا کر دیا - اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانیؒ

"یعنی اس کے اخبار و قصص میں پوری سچائی، بیان میں پوری تاثیر اور قوانین و احکام میں پورا توسط و اعتدال موجود ہے - جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود و ناتمام تھیں ان کی تکمیل و تعمیم اس دینِ قیم سے کر دی گئی - قرآن و سنت نے "حلت" و "حرمت" وغیرہ کے متعلق "تنصیصا یا تعلیلا" جو احکام دیئے اُن کا اظہار و ایضاح تو ہمیشہ ہوتا رہے گا - لیکن اضافہ یا ترمیم کی گنجائش نہیں چھوڑی

۲- سب سے بڑا احسان تو یہ ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی قانون اور خاتم الانبیاء جیسا نبیؐ تم کو مرحمت فرمایا - مزید برآں اطاعت و استقامت کی توفیق بخشی - روحانی غذاؤں اور دنیوی نعمتوں کا دسترخوان تمہارے لئے بچھا دیا - حفاظت قرآن، غلبۂ اسلام، اور اصلاح عالم کے سامان مہیا فرما دیئے۔

۳- یعنی اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد اب کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے - "اسلام" جو تفویض و تسلیم کا مرادف ہے، اُس کے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں"۔

ایک دن آنے والا ہے کہ جو شخص مسلمان نہ ہوگا بڑی حسرت کرے گا

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ٥ (الحجر آیت ۲)

ترجمہ - کافر بڑی حسرت کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے

یہ حسرت اس لئے ہوگی - کہ ایماندار اور کافر کے ساتھ یکساں سلوک نہ ہوگا - ایمانداروں کے لئے بڑا اجر ہے - ان کے لئے جنت ہے - اور کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہوگا

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاْ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ٥ (الدھر آیت ۴)

ترجمہ - بے شک ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

دُعا

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ج اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ٥ (البقرۃ آیت ۱۲۸)

ترجمہ - اے رب ہمارے ہمیں اپنا فرمانبردار بنا دے - اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہمیں حج کے طریقے بتا دے اور ہماری توبہ قبول فرما۔

ایم عبد الرحمن لودھیانوی (شیخوپورہ)

اسلام کا اہم ترین رُکن (نماز)

نماز کی اہمیّت

نماز جوہر ایمان ہے۔ اور یہ کس قدر مرتبہ والی عبادت ہے جو کہ تقرّب اِلی اللہ، طمانیّت قلب، اور اللہ کے وعدہ بخشش پر پوری دلالت کرنے والی ہے۔ تمام ظاہری اور باطنی مصیبتوں کا علاج ہے۔ نماز تمام دُکھوں کا علاج ہے۔ ہر درد کی دوا اور زخم کا مرہم ہے۔

نماز بندہ کے لئے خدا کی معیت اور صُحبت ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں صرف خدا ہے۔ اور خدا کی یاد ہے۔ بندے اور خدا کے مابین کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ چنانچہ شواہد قرآنی و احادیث نبوی سے نماز کی اہمیت روز روشن کی طرح ظاہر ہے

۱۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ٥

(پ۵ رکوع ۱۲)

ترجمہ۔ بے شک نماز مسلمانوں پر اپنے مقرر وقتوں میں فرض ہے،

مطلب۔ بے شک نماز وقت معیّن میں فرض ہے، سفر، حضر، اطمینان خوف ہر حالت میں اُسی وقت میں ادا کرنا ضرور ہے۔ یہ نہیں کہ جب چاہی پڑھ لی

۲۔ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ٥

(پ۲ رکوع ۱۵)

ترجمہ۔ سب نمازوں سے خبردار رہو۔ اور بیچ والی نماز سے اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہو۔

مطلب۔ سب نمازوں کی حفاظت رکھو خاص طور پر عصر کی نماز جو کہ رات اور دن کے بیچ میں ہے ادب سے کھڑے رہو۔ نماز میں کوئی ایسی حرکت نہ کرو۔ کہ جس سے معلوم ہو جائے۔ کہ نماز نہیں پڑھتے۔ ایسی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ جیسے کھانا پینا یا کسی سے بات کرنا یا ہنسنا،

۳۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥ (پ۲۱ ع ۷)

ترجمہ۔ اور نماز قائم رکھو اور شرک کرنے والوں میں مت ہو۔

دین فطرت کے اصول

خدا سے ڈرتے رہو، نماز قائم رکھو، شرک جلی و خفی سے بیزار رہو۔ مشرکین سے علیحدہ رہو، اپنے دین میں پھوٹ نہ ڈالو۔

۴۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللہِ اَکْبَرُ

ترجمہ۔ بے شک نماز بیحیائی اور بُری بات سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے

نماز بلا شبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے۔ جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہاں ضرورت اس کی ہے۔ کہ ٹھیک مقدار میں اور اس احتیاط کے ساتھ جو اطبائے روحانی نے تجویز کیا ہو، خاصی مدت تک اُس پر مشق کی جائے۔ اُس کے بعد مریض خود محسوس کرے گا۔ کہ نماز کس طرح اُس کی پُرانی بیماریوں اور برسوں کے روگ کو دور کرتی ہے۔ نماز کی ہر ایک ادا نمازی کو پانچ وقت حکم دیتی ہے۔ کہ او بندگی اور غلامی کا دعوٰے کرنے والے! واقعی بندوں اور غلاموں کا دعوٰی کرنے والے! واقعی بندوں اور غلاموں کی طرح رہ، اور بزبان حال مطالبہ کرتی ہے۔ کہ بے حیائی اور شرارت و سرکشی سے باز آجاؤ۔

ہاں یہ واضح رہے۔ کہ نماز کا بے حیائی وغیرہ سے رُوکنا اور منع کرنا اُسی درجہ تک ہو گا جہاں تک اُس کے ادا کرنے میں خدا کی یاد سے غفلت نہ ہو۔ کیونکہ نماز محض چند مرتبہ اُٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں، سب سے بڑی چیز اُس میں خدا کی یاد ہے۔ نمازی ارکان صلوٰۃ ادا کرتے وقت اور قرأت قرآن یا دعا و تسبیح کی حالت میں جتنا حق تعالے کی عظمت و جلال کو مُستحضر اور زبان و دل کو موافق رکھے گا۔ اُتنا ہی اُس کا دل نماز کے منع کرنے کی آواز کو سنے گا۔ اور اُسی قدر اُس کی نماز بُرائیوں کو چُھڑانے میں مُؤثر ثابت ہوگی۔ ورنہ جو نماز قلب لاہیٔ غافل سے ادا ہو۔ وہ صلوٰۃِ مُنافق کے مشابہ ٹھہرے گی۔ جس کی نسبت حدیث میں فرمایا۔ لَا یَذْکُرُ اللہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا۔ نماز بُرائیُ سے کیوں نہ نہ روکے۔ جب کہ وہ اللہ تعالٰے کے یاد کرنے کی بہترین صورت ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔۔ یہ وہ چیز ہے۔ جسے نماز اور جہاد وغیرہ تمام عباداتؔ کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو عبادت کیا؟ ایک جسد بے روح اور لفظ بے معنی ہے ذکر اللہ تمام اعمال سے افضل ہے اور جب وہ نماز کے ضمن میں ہو تو افضل تر ہوگا۔ پس بندے کو چاہئے۔ کہ کسی وقت خدا کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ قرآن و حدیث میں ہے۔ کہ جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے اُس کو یاد فرماتا ہے۔ اس لئے نماز بڑی چیز ہوئی۔ لیکن اس کے جواب میں جو اُدھر سے اللہ تعالٰے بندہ کو یاد فرماتا ہے۔ وہ سب سے بڑی چیز ہے۔ جس کی انتہائی قدر کرنی چاہئے جتنی دیر نماز میں لگے اُتنے تو ہر گناہ سے بچے، اُمید ہے۔ آگے بھی بچتا رہے۔ اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے۔ یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔

ارشادات نبوی

۱۔ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ

تَرْكُ الصَّلٰوةِ (گلدستہ صد حدیث)
ترجمہ۔ بندے کو کفر سے ملا دینے والی چیز ترکِ نماز ہی ہے۔

سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے رب سے سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا سجدہ میں دعا زیادہ کیا کرو

۲۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
ترجمہ۔ نماز دین کا ستون ہے

۳۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ
ترجمہ۔ نماز مومنوں کی معراج ہے

۴۔ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ
ترجمہ۔ جس کسی نے نماز کو جان بوجھ کر ترک کر دیا۔ پس تحقیق وہ کافر ہوگیا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (پ ۳۰ ع ۳۲)
ترجمہ۔ پھر اُن نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔

مطلب۔ جو یہ نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجات ہے۔ اور مقصود اس سے کیا ہے۔ اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے، یہ کیا نماز ہوئی۔ کہ کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی وقت بے وقت کھڑے ہوگئے، باتوں اور دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا۔ پھر پڑھی بھی تو چار ٹکریں لگا لیں، کچھ خبر نہیں کسی کے رو برو کھڑے ہیں؟ اور احکم الحاکمین کے دربار میں کس شان سے حاضری دے رہے ہیں۔ کیا خدا صرف ہمارے اُٹھنے بیٹھنے، جھک جانے اور سیدھے ہونے کو دیکھتا ہے؟ ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا؟ کہ اُن میں کہاں تک اخلاص اور خشوع کا رنگ موجود ہے یاد رکھو یہ سب صورتیں۔ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ میں درجہ بدرجہ شامل ہیں۔

واے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
(اقبالؒ)

غور فرمائیے۔ کہ جس عبادت پر ہمیں ناز ہے۔ جو انداز پرستش ہم نے قائم کر رکھا ہے۔ وہ حقیقت سے کس قدر دور ہے۔ کیا اس نے ہمیں کبھی فواحش و منکرات سے روکا؟ کیا اس کے ذریعہ ہمارا کیریکٹر پاک و بلند ہوسکا؟ کیا اس کی مواظبت نے ہمارے اندر کوئی روحانیت پیدا کی؟ کیا ہماری تنزل پذیر حالت اس کے طفیل ذرا بھی بدلی؟ کیا خدا کا تعلق اور مخلوق کا رشتہ ہمارے ہاتھ آسکا وہ نماز جو انسان میں ایک ذرہ برابر نورانیت نہ پیدا کرسکے۔ وہ نماز ہی کیا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ اس کی ہر ایک شرط کی تکمیل پر نظر ہو۔ نماز کے اغراض و مقاصد ان سے حاصل ہوسکیں۔ قلب کی طہارت ہو، بطون میں نورانیت کا ظہور ہو نفس میں تہذیب، خصائل بلند ہوں۔ اور انسان اس قابل ہوسکے۔ کہ جب نماز پڑھے۔ تو ملکوت السموت والارض کے اسرار اُس پر کھل ہوجائیں۔

اگر ہماری نمازوں میں سوز و گداز، عجز و الحاح ہوتا تو دنیا کے ساتھ دین کی کامرانیاں ہماری ہوتیں۔ ایسی نمازوں کا ہونا نہ ہونا برابر ان کا کرنا نہ کرنا ایک، تبائیں۔ کیا ہماری نمازوں میں کوئی لذت ہے۔ جس سے ہمارے دلوں میں تازگی اور سرور پیدا ہو۔ تبائیں ہمارے دلوں میں کوئی سوز و گداز ہے۔ دلوں کے چولھوں میں کوئی چنگاری باقی ہے۔ تبائیں کیا ایسی نمازوں میں ہم کشش و محبت الٰہی کا کوئی اثر محسوس کرتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر ہماری نمازیں بے کار، ہمارے سجدے باطل، ہماری عبادت اکارت، سچی نماز تو وہ نماز ہے۔ جس سے دل میں سوز و گداز، رکوع میں خشوع و خضوع اور سجود میں کیف و لذت حاصل ہو اور تقرب و معراج الی المحبوب ہو، ع

رہ گئی رسم اذاں رُوحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
(اقبالؒ)

ایک مسلمان کے لئے صرف نماز پڑھنا ہی کافی نہیں ہے۔ نماز کے اغراض و غایات کی تکمیل بھی ضروری ہے۔ قرآن کہیں بھی رسمی نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ وہ تکمیل حدود کا خواستگار ہے۔ اور صاف کہہ رہا ہے۔ کہ بغیر اس تکمیل کے نماز، نماز ہی نہیں نماز کا لطف تب بھی ہے۔ کہ بندہ بن کر اور تمام گناہوں اور نواہی سے بچ کر نماز پڑھے۔ پھر تو واقعی نماز اس خاکی کو نوریوں میں شامل کر دیتی ہے پنجوقتہ نماز ادا کرنے والوں کا دامن تمام خطاؤں اور گناہوں کے دھبوں سے یکسر پاک ہو جاتا ہے۔ جس طرح کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو۔ اور وہ التزام کے ساتھ پانچ وقت روزانہ اُس میں غسل کرتا ہے۔ تو اُس کے جسم پر ذرہ بھر میل نہ رہے

شرائط نماز

(۱) بدن پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر کا چھپانا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۷) نیت کرنا۔

مسائل وضو

حدیث

۱۔ جس شخص نے اچھی طرح سے وضو کیا۔ اُس کے گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

۲۔ جو شخص وضو کرے تو ناک جھاڑے اور جو ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق استعمال کرے۔

۳۔ مسواک والی نماز کا درجہ ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی اُمت کی تکلیف کا خطرہ نہ ہوتا۔ تو ہر نماز کے وقت اُن پر مسواک کرنا لازم کر دیتا۔ آنحضرتؐ جب بھی سوکر اُٹھتے۔ تو وضو سے پہلے ضرور مسواک فرماتے۔

وضو میں چار فرض ہیں

۱۔ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منہ دھونا۔
۲۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔
۳۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
۴۔ دونو پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

وہ لکھ پتی بلکہ کروڑ پتی بنے ہوئے عیش و عشرت میں مصروف اور اہل دنیا کی نظروں میں بڑے خوش حال ہیں۔

بس یہی حال کفار اور اہل ایمان کا ہے۔ کفار رات دن دنیا کمانے اور بڑھانے میں مصروف اور ہر وقت اسی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا دل اسی ادھیڑبن میں بے قرار رہتا ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ کی اس کارگہ میں سرمایہ داروں اور ٹھیکہ داروں کی طرح سیم و زر اور زرق و برق کے مالک اور بظاہر خوش حال رکھتے ہیں۔

ان کے مقابلہ میں جو سچے مسلمان اور اہل ایمان ہوتے ہیں۔ وہ تھوڑے ساز و سامان پر قانع اور معمولی اور سادہ زندگی گزارتے ہیں مگر مالک الملک کے مقرب دوست اور محبوب ہوتے ہیں۔ اور وہ اسی احساس اور تعلق باللہ میں مست اور ان کے قلوب سرور و اطمینان کی لذتوں سے معمور رہتے ہیں۔

وہ دنیوی زخارف کو خاطر میں نہیں لاتے وہ بادشاہ کے رازوں کو جانتے، اس کے منشاء کی تکمیل و تعمیل میں لگے رہتے ہیں اس کے نام کو بلند کرتے اور اس کی عزت کو چار چاند لگاتے ہیں۔ وہ صرف نوکر اور مزدور نہیں کہ ان کے اعضاء و جوارح حصول زر کی مساعی کے لئے وقف ہیں۔

بلکہ وہ حکومت کو اپنی حکومت اور بادشاہ کو جان سے عزیز سمجھتے اور ضرورت پڑنے پر اس کے لئے جانیں قربان کر دینے کو تیار رہتے ہیں۔

اسلامی جہاد کا یہی راز ہے۔ مسلمان بحیثیت مسلمان کے تنخواہ کے لئے جان نہیں لڑاتا۔ نہ دنیوی سلطنتوں کے فوجیوں کی طرح عمر بھر تنخواہ لینے کی وجہ سے میدان جنگ میں جانے پر مجبور ہوتا ہے۔ وہ مال و جان کا مالک ہی خدائے قادر و توانا کو سمجھتا اور اس کے احکام کی تعمیل میں بڑی سے بڑی قربانی کے لئے بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے سامنے اپنے حقیقی اور مہربان بادشاہ اور اصلی مالک و آقا کی خوشنودی ہوتی ہے۔ وہ ایک غیر محدود قوت و قدرت رکھنے والے آقا پر بھروسہ کرتا، ایک بڑے سے بڑے محسن و مہربان سے وفا کرتا اور بے مثل جمالی ازلی پر پروانہ وار فدا ہونے کے لئے آگے بڑھا کرتا ہے۔ اصلی جہاد کی روح یہی ہے۔ اور اسی پر ان کی کامیابی اور نصرت الٰہی مشروط ہے۔ مسلمانان عالم اپنی کامیابی کے لئے اس فطری طریق کار سے علیحدہ ہو کر اگر کامیاب بھی ہوں تو وہ کامیابی دیرپا نہیں ہو سکتی۔

ہمیں خوشی ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اب ہمارے کشمیری بھائی الجزائری حریت پسندوں کی طرح جہاد کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ جہاد بھی غیر مسلح رضاکاروں والا نہیں بلکہ مسلح افواج کے ذریعہ۔

حکومت پاکستان کے تمام خارجی مسائل پر بھی مسئلہ کشمیر کی وجہ سے بڑا اثر پڑا ہوا ہے۔ اس کے حل ہوئے بغیر ہمارے ہمسایہ ممالک سے ہمارے تعلقات کا رُخ متعین کرنا بڑا مشکل ہے۔

حال ہی میں صدر ایوب کو امریکہ آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ درآں حالیکہ وہ مسٹر نہرو کو ایشیا کا لیڈر بنانے کا خواب بھی دیکھ رہے ہیں۔ ہم امریکہ کی اس پالیسی کو ایشیا کے امن کے لئے خطرناک سمجھتے ہیں۔ کہ وہ خود مسئلہ کشمیر حل کرنے میں ہماری مدد نہ کرے اور چین سے ہمارے یارانے کو برداشت نہ کرے۔

حالانکہ ہمارے لئے کشمیر کا مسئلہ اس سے زیادہ اہم ہے جتنا فارموسا۔ لاؤس اور کیوبا کا مسئلہ امریکہ کے لئے۔ ہم اپنے صدر محترم سے درخواست کرینگے کہ وہ اس دورہ میں دو ٹوک فیصلہ کر کے آئیں۔ مسلمانان پاکستان جہادِ کشمیر کے لئے ہر طرح تیار اور ان کے ساتھ ہیں اگر امریکہ ہماری گزشتہ وفاداریوں کو یوں نظرانداز کرے تو ہمیں یہ سودا مہنگا نہ پڑے گا۔ دیگر منافع کے سوا ہمارے ملک کو امریکن پادریوں کی تبلیغ نہیں بلکہ عقیدے کی رشوتوں سے بھی نجات مل جائے گی۔

بقیہ مجلس ذکر

صفحہ ۶ سے آگے

لئے چندہ جمع کریں گے۔ مجھے حرام حلال کی تمیز ہے۔ آؤ میں تمہیں ۴ سال میں سکھا دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ بیوی کو خرچ دے کر آنا۔ کہیں وہ نہ روئے مجھے دکھا کر پھر خود کھانا، پکانا، حلال کھلاؤں گا۔

میں لنگر اس لئے جاری نہیں کرتا کہ قرآن کی تبلیغ میں فرق پڑے گا۔ ہر وقت اس کا انتظام کرتا رہوں گا۔ کوئی آئے گا اور کہے گا کہ چاول کم ہو گئے۔ کوئی کہے گا کہ گھی، نمک نہیں ہے۔ اس لئے خود آؤ اور پکاؤ کھاؤ۔ اور اصلاح کراؤ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو باطن کی آنکھیں عطا فرمائے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ تمہارا سب کا خاتمہ ایمان کامل پر کرے اور ہر جمعرات کو اس مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

سبحانک اللھم و بحمدک ونشھد ان لا الہ الا انت نستغفرک ونعوذبک من النار ونسئلک الجنۃ رامین

بچوں کا صفحہ

حضرت حنظلہؓ منافق ہو گیا

(حاجی کمال الدین مدرّس لاہور کا رپورتش)

پیارے بچو! یہ حضرت حنظلہؓ حضورؐ کے صحابی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضورؐ کی مجلسِ مبارکہ میں حاضر تھے۔ حضورؐ نے ہمیں وعظ فرمایا کہ جس سے ہمارے دل نرم ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اپنی حالت ہمیں ظاہر ہو گئی۔ حضرت حنظلہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی مجلس سے اُٹھ کر گھر آ گیا۔ گھر آ کر بیوی بچّوں کے ساتھ بات چیت اور ہنسنا بولنا اور دنیا کے کام دھندوں کا ذکر شروع ہو گیا اور وہ حالت نہ رہی جو حضورؐ کی مجلس میں تھی۔ میں نے خیال کیا کہ پہلے میں کس حال میں تھا اور اب کیا ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ تُو تو منافق ہو گیا کہ ظاہر میں حضورؐ کے سامنے تو وہ حال تھا اور اب گھر میں آ کر یہ حالت ہو گئی۔ میں اس پر رنج و افسوس کرتا ہوا اور یہ کہتا ہوا گھر سے نکلا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ اتفاق کی بات کہ سامنے سے حضرت ابوبکرؓ صدیق تشریف لا رہے تھے۔ مَیں نے اُن سے عرض کیا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ وہ یہ سُن کر تعجب سے فرمانے لگے کیوں، کیوں خیر تو ہے آپ تو اچھے خاصے مومن مسلمان ہیں منافق کیسے ہو گئے۔ مَیں نے عرض کیا کہ ہم لوگ جب حضورؐ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور حضورؐ جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہو جاتے ہیں گویا وہ دونوں ہمارے سامنے ہیں اور جب حضورؐ کے پاس سے آ جاتے ہیں تو بیوی بچوں اور جائداد وغیرہ کے جھگڑوں میں پھنس کر اس کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ بات تو ہمارے ساتھ بھی ہے۔ چلو دونوں حضورؐ کی خدمت میں چلتے ہیں۔

جب دونوں حاضر ہوئے تو حنظلہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ میں تو منافق ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا آؤ میرے پاس بیٹھو کیا بات ہوئی تم کیوں منافق ہو گئے۔ حنظلہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ جب ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ جنت دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تب تو ہم ایسے ہو جاتے ہیں گویا وہ ہمارے سامنے ہیں لیکن جب آپ کی صحبتِ مبارکہ سے چلے جاتے ہیں تو جا کر بیوی بچوں اور گھر باہر کے دھندوں میں لگ کر بھول جاتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت یہی حال رہے جیسا میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حنظلہ بات یہ ہے کہ کبھی کبھی کبھی کبھی۔ یعنی آدمی کے ساتھ انسانی ضرورتیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ جن کو پُورا کرنا بھی ضروری ہے کھانا پینا۔ بیوی بچے اور ان کی خیر خبر لینا یہ بھی ضروری چیزیں ہیں۔ اس لیے اس قسم کے حالات کبھی کبھی حاصل ہوتے ہیں نہ ہر وقت یہ حاصل ہوتے ہیں اور نہ اس کی امید رکھنا چاہیے۔ یہ فرشتوں کی شان ہے کہ ان کو کوئی دوسرا دھندا ہی نہیں۔ نہ بیوی نہ بچے نہ کھانے پینے کا فکر اور نہ اور کوئی دنیا کے رگڑے جھگڑے اور انسان کے ساتھ چونکہ بشری ضروریاتِ زندگی لگی ہوئی ہیں اس لیے وہ ہر وقت ایک سی حالت پر نہیں رہ سکتا۔ لیکن غور کی بات یہ ہے کہ صحابۂ کرامؓ کو اپنے دین کی کتنی فکر تھی کہ ذرا سی بات سے کہ حضورؐ کے سامنے جو حالت ہماری ہوتی ہے وہ بعد میں نہیں رہتی اس سے اپنے منافق ہونے کا ان کو فکر ہو گیا۔ بات در اصل یہ ہے کہ عشق جس سے ہوتا ہے اس کے متعلق ہزار طرح کی بد گمانی اور فکر ہو جاتا ہے۔ بیٹے سے محبت ہو اور وہ کہیں سفر میں چلا جائے پھر دیکھیے ہر وقت خیریت کی خبر کا فکر رہتا ہے اور اگر یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وہاں پلیگ ہے یا دنگا فساد ہو گیا پھر تو خدا جانے کتنے خط اور تار پہنچیں گے۔

ہ

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

خدام الدین - لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا)